تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم
۱۳ اپریل تا ۱۹ اپریل ۲۰۰۰ء
مدیر: حافظ عاکف سعید

کلمۂ توحید کی حفاظت

یاد رکھئے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلمۂ توحید کی حفاظت کے لئے ہم مسلمانوں کا محتاج نہیں ہے' بلکہ ہم اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اس تیرہ سو برس کے اندر اسلام میں کتنی قومیں آئیں اور اپنی اپنی باری سے اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کر گئیں۔ اگر اس آخری آزمائش میں ہم بھی پورے نہ اترے' تو کیا عجب ہے کہ قدرت الٰہی اپنے دین مبین کی حفاظت کے لئے دوسروں کو چن لے اور ہم کو اسی طرح اپنے دروازے سے مطرود و مردود کر دے' جس طرح ہم سے پہلے بہت سی قومیں ہو چکی ہیں۔ "اے لوگو! تم اللہ کے دروازہ کے فقیر اور سائل ہو' اللہ تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور ایک دوسری مخلوق کو پیدا کر دے اور اس کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے"۔

اللہ کے عجائب کاروبارِ قدرت کے یہ تماشے پہلے ہی دن سے ہیں۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ اس نے مکہ کی سرزمین کو محبوب ہونے کا شرف عطا فرمایا اور قریش مکہ کو اپنے نورِ رسالت کا حامل بنایا! لیکن جب انہوں نے اس احسانِ الٰہی کی قدر نہ کی تو غیرتِ الٰہی نے کہا کہ وہ اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے کچھ سرزمین مکہ ہی کا محتاج نہیں ہے' دین حق کی اعانت کیلئے مدینہ والوں کو بھیج دیا۔ "اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی دین الٰہی سے منہ موڑے گا تو اللہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں' وہ ایسے لوگوں کو موجود کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے گا اور وہ اس کو دوست رکھیں گے"۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ کے "خطبات" سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ امیر تنظیم کا خطابِ جمعہ 2
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4
☆ علامہ شبیر بخاری کا انٹرویو 6
☆ نوید خلافت کانفرنس 9
☆ خالد بیگ کا مراسلہ 9
☆ متفرقات

معاونین برائے مدیر:
☆ فرقان دانش خان
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت:
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-5869501 فیکس: 5834000
سالانہ زرِ تعاون۔ /175 روپے

قیمت: 3 روپے
شمارہ: 14

پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر !

امریکی صدر کے دورے کے بعد پاکستان کو ذلت یا عزت میں سے کسی ایک راستے کا انتخاب کرنا ہوگا

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۳۱/مارچ ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کے اہم نکات

(مرتب : فرقان دانش خان)

صدر کلنٹن کے دورہ جنوبی ایشیا کے بعد پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر آ کھڑا ہوا ہے۔ اب پاکستان کو امریکہ کی ڈکٹیشن پر عمل کرتے ہوئے بھارت کے تابع مہمل بن کر ذلت کی زندگی گزارنے یا پاکستان کے قیام کے نظریاتی اساس یعنی "اسلام" سے سچی وابستگی کے باوقار راستے میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ روس کے ٹکڑے ہونے کے بعد امریکہ اور اس کے مغربی اتحادیوں کے لئے اس خطے میں پاکستان کی اہمیت ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا امریکی صدر نے اپنی تقریر میں ہمیں جو نصیحت کی ہے اس کے بین السطور اصل پیغام یہ ہے کہ

۱) ہم اپنی نظریاتی اساس سے وابستگی ختم کر دیں۔
۲) مکمل طور پر مغربی جمہوری نظام کو اختیار کر لیں۔ جس کا دوسرے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ اور توہین رسالت' کا قانون ختم کیا جائے۔
۳) کشمیر کو بھول جائیں 'بھارت اگر لائن آف کنٹرول کو مستقل سرحد مان لے تو بھی غنیمت جانیں۔
۴) ہم اپنا نیو کلیئر پروگرام رول بیک کر دیں۔
۵) جہادی تنظیموں پر پابندی عائد کر دیں۔
۶) دینی مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کر دیا جائے۔
۷) طالبان سے روابط ختم کر دیئے جائیں۔
۸) ورلڈ بینک 'آئی ایم ایف' ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے جملہ احکام بسرو چشم بجا لائیں اور عوام کا خون نچوڑ کر ان کے مطالبات پورے کئے جائیں۔
۹) بھارت کو علاقائی سپر پاور تسلیم کر لیا جائے۔
۱۰) یورپ اور بھارت کی ثقافتی یلغار کا راستہ نہ روکا جائے۔

بالفاظ دیگر ہم اگر مذکورہ بالا ایجنڈے پر عمل پیرا ہو کر امریکہ کو خوش کرنے کی راہ اختیار کریں گے تو صرف اسی صورت میں وہ ہمیں زندہ رہنے کا حق دیتے ہوئے ہماری امداد جاری رکھیں گے۔ بصورت دیگر ہماری معیشت جو پہلے ہی دم توڑ چکی ہے 'ہمارے لئے سوہان روح بن جائے گی۔ بہرکیف امریکی ایجنڈے کو تسلیم کر لینے کا مطلب بھارت کو علاقائی سپر پاور ماننے اور عالمی مالیاتی اداروں کے مطالبات پورے کرنے کے لئے اپنے عوام کا خون نچوڑنے کے مترادف ہوگا۔

تاریخ کے اس نازک ترین مقام پر پاکستان کو فیصلہ کرنا ہے کہ وہ امریکہ اور بھارت کے مفادات کو پورا کرتے ہوئے ذلت کا راستہ اختیار کرتا ہے یا اپنی نظریاتی اساس یعنی اسلام سے تعلق مضبوط کر کے باعزت راستے کا

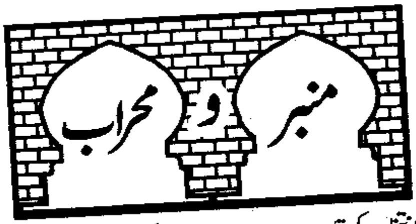

انتخاب کرتا ہے۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ

۱) ہم اپنی نظریاتی اساس سے تعلق مضبوط کریں۔
۲) دنیا میں تنہا رہ جانے کے خوف کا شکار ہونے کے بجائے خالق کائنات اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کیا جائے۔
۳) شریعت اسلامی کے نفاذ کے عمل کو تیزی سے بروئے کار لایا جائے۔ حکومت کو اس معاملے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات سے فائدہ اٹھانا چاہئے جس پر تحقیق اور محنت کا کثیر سرمایہ صرف ہوا ہے۔
۴) اندرونی اور بیرونی سود کا فوری خاتمہ کیا جائے کہ اس کے بغیر ہماری معیشت کے سدھرنے کا کوئی امکان نہیں۔
۵) چین کی جانب سے دوستی اور تعاون کی پیشکش کو غنیمت سمجھتے ہوئے قبول کرنا چاہئے۔
۶) طالبان کے ساتھ مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کنفیڈریشن کی طرف پیش رفت کرنی چاہئے۔

اگرچہ دوسرا راستہ بہت مشکل ہے لیکن اس راستے پر چلنے سے اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی اور اس راستے کی تمام مشکلیں بتدریج آسان ہو جائیں گی۔

موجودہ حکمرانوں کو ان حالات میں سوچ سمجھ کر درست راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت امریکی مفادات کو پورا کرنے کے لئے رضامند ہو گئی ہے۔ کیونکہ چیف ایگزیکٹو نے کلنٹن کے دورے کے بعد کہا ہے کہ وہ بھارت سے مسئلہ کشمیر پر مذاکرات اور جہادی تنظیموں کے کشمیر میں اثر و رسوخ کو کم کرانے کے لئے تیار ہیں۔ ان کا یہ کہنا اس معاملے میں پسپائی اختیار کرنے اور ڈکٹیشن لینے کے مترادف ہے۔ اگر فوجی حکمرانوں نے بھی یہی کرنا تھا تو نواز شریف کا تختہ الٹنے کی کیا ضرورت تھی۔ نواز حکومت کا اصل جرم بھی تو یہی تھا کہ اس نے بھی خود کو بھارت اور امریکہ کے ساتھ ہم آہنگ کر لیا تھا۔

یونین کونسلوں میں عورتوں کو مردوں کے برابر سیٹیں دینے کا حالیہ حکومتی فیصلہ بھی اس امر کی چغلی کھاتا ہے کہ ہم اس سیکولر تہذیب اور نظام کی طرف پیش رفت کرنا چاہتے ہیں جس کا علمبردار اس وقت امریکہ ہے اور جو نیو ورلڈ آرڈر کا ایک حصہ ہے۔ یہ فیصلہ کر کے تو ہم نے گویا مغرب کی پیروی کرتے ہوئے اسے بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ وہاں بھی عورتوں کو اس انداز سے نمائندگی نہیں دی جاتی۔ اگر مغرب کی تقلید کرنی ہی ہے تو عورت اور مرد کو یونین کونسل یا پارلیمنٹ کی سیٹ پر برابری کی بنیاد پر مقابلہ کرنا چاہئے۔

اگر حکومت نے امریکی صدر کے حالیہ ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں مغرب کے سیکولر جمہوری تصورات اور مغربی تہذیب کو فروغ دینے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ اگرچہ اللہ ہی کے علم میں ہے لیکن اس کا غالب امکان موجود ہے کہ مذہبی 'دینی' جہادی اور بنیاد پرست عناصر کا حکومت کے ساتھ تصادم اور محاذ آرائی کا معاملہ ہو جائے جو کسی بھی صورت میں پاکستان کے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔

نواز شریف کی ہوس اقتدار مرض کی حد تک بڑھ چکی تھی

طیارہ سازش کیس کا فیصلہ انتہائی متوازن اور انصاف پر مبنی نظر آتا ہے

(7-اپریل کے خطاب جمعہ کا خلاصہ)

طیارہ سازش کیس کا فیصلہ انتہائی متوازن اور انصاف پر مبنی نظر آتا ہے کیونکہ وکلاء استغاثہ و صفائی اور غیر ملکی مبصرین نے جس طرح عدالتی کاروائی پر اطمینان کا اظہار کیا ہے' ماضی میں شاید ہی اس نوعیت کے کسی مقدمے میں جانبین کے وکلاء نے ایسا کیا ہو۔ پاکستان کی تاریخ میں تین بڑی شخصیات کو اللہ نے ایسے مواقع عطا فرمائے کہ وہ ملک کے لئے بہت کچھ کرسکتے تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو پاکستان سے جاگیرداری کی لعنت کا خاتمہ کرسکتے تھے۔ جنرل ضیاء الحق تحریک نظام مصطفٰے کے اثرات سے فائدہ اٹھاکر اس ملک میں شریعت کا مکمل نفاذ کرسکتے تھے۔ اسی طرح نواز شریف کو اللہ نے موقع عطا فرمایا تھا کہ وہ اپنے بھاری مینڈیٹ کے ذریعے آئین میں ترامیم کرکے ملک میں دستور خلافت کی تکمیل اور نفاذ شریعت کے عمل کو تیز کرسکتے تھے۔ لیکن ان تینوں شخصیات نے ان مواقع کو ضائع کردیا۔

ایک موقع پر نواز شریف سے مجھے امید ہو چلی تھی کہ وہ ملک میں نفاذ اسلام کے لئے کام کریں گے کیونکہ ۹۷ء میں مسلم لیگ کی تاریخ ساز کامیابی کے بعد غیر متوقع طور پر ان کے والد کا تینوں بیٹوں یعنی نواز' شہباز اور عباس شریف سمیت دوبار مجھ جیسے درویش کے مکان پر آکر نفاذ اسلام کے ضمن میں پختہ وعدے کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لیکن افسوس کہ میاں نواز شریف نے اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے اور اپنے اختیارات میں اضافے کے لئے تو ہر قدم اٹھایا لیکن نفاذ دین کے لئے کئے گئے وعدوں کو دھیلہ برابر اہمیت نہیں دی۔

نواز شریف اگرچہ روایتی مذہبیت کے اعتبار سے سابقہ بہت سے حکمرانوں سے بہتر تھے۔ نماز' روزے کا اہتمام ان کی زندگی میں موجود تھا لیکن میرے نزدیک ان کا اصل مرض یہ تھا کہ ان کی ہوس اقتدار خطرناک حد تک بڑھ چکی تھی۔ وہ اپنے اختیار و اقتدار کی راہ کے ہر پتھر کو حرف غلط کی طرح مٹانے کے درپے تھے۔ سپریم کورٹ پر حملہ کے ذریعے عدلیہ جیسے اہم ترین ادارے کو تباہ کرنے کی کوشش اسی ہوس اقتدار کا مظہر تھا۔ اپنے اقتدار کے آخری دور میں شریعت بل کے ذریعے وہ معروف اور منکر کی تشریح کا اختیار بھی حاصل کرلینا چاہتے تھے' جسے کسی عدالت میں بھی چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میرے نزدیک یہ چیز دین و شریعت کے ساتھ بدترین مذاق اور شریعت کا حلیہ بگاڑنے کے مترادف تھی۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس سے پہلے ہی وہ ملک کے آخری مضبوط ترین ادارے فوج سے محاذ آرائی میں شکست کھا گئے اور اس کی نوبت نہ آسکی۔

جہاں تک فوج کا اقتدار پر قبضہ کرنے یا نواز حکومت کا تختہ الٹنے کا تعلق ہے اس معاملے میں فوج کا موقف درست معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بغاوت نہیں کی بلکہ نواز حکومت کے فوج کے خلاف نامناسب اقدام کے ردعمل کے طور پر اسے یہ ناگوار قدم اٹھانا پڑا۔ کیونکہ فوج نے تو اس نازک موقع پر بھی' جب سپریم کورٹ پر حملے کے وقت چیف جسٹس نے اس سے مدد مانگی تھی حکومت کے خلاف کوئی ایکشن لینے کی بجائے حکومت کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا تھا۔ لہٰذا فوج کا ۱۲/ اکتوبر کا اقدام نواز شریف کے انتہائی متکبرانہ رویئے کا صرف ایک ردعمل تھا۔

موجودہ حکومت نے اپنی بعض پالیسیوں سے نقاب کشائی کی ہے۔ اب نئے نظام کی باتیں ہو رہی ہیں۔ قومی زندگی کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے موجودہ حکمرانوں کو توفیق دے کہ وہ ملک کی تعمیر کرسکیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک کی خدمت کا جو موقع اللہ نے انہیں دیا ہے وہ اسے ضائع کردیں۔ تاہم یہ بات افسوسناک ہے کہ موجودہ حکومت عالمی مالیاتی اداروں کے سوشل پروگرام پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کے لئے آمادہ نظر آتی ہے۔ کیونکہ لوکل باڈیز میں خواتین کی ۵۰% نشستیں مختص کرنے کا اس کے سوا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ ہم بھی یہاں عورتوں کی اسی نوع کی آزادی کے قائل ہیں جیسی مغرب میں ہے۔ اسی طرح ملک میں فیملی پلاننگ کی مہم کے ذریعے پوری قوم کو اخلاق باختگی کا سبق دیا جارہا ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بلدیاتی اداروں میں اگر خواتین کو نمائندگی دینی ہے تو خواتین کو براہ راست الیکشن میں حصہ لے کر منتخب ہونا چاہئے' ان کے لئے نشستیں مخصوص کرنا بے معنی بات ہے۔

شاعر مشرق کے فرزند جاوید اقبال جو ابھی افغانستان کا دورہ کرکے آئے ہیں ان کی طرف سے طالبان اور ان کی اسلامی حکومت کو سراہنا نہایت خوش آئند ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال ماضی میں سیاست و حکومت میں مذہب کی عملداری کے مخالف اور سیکولر طرز کی جمہوریت کے علمبردار رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف سے یہ کہنا کہ معجزے سے کم نہیں کہ اگر افغانستان کے طالبان کی طرز دیگر اسلامی ممالک میں اسلامی حکومتیں قائم ہو جائیں تو پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے' نیز ان کے اس بیان سے ہمارے اس موقف کو بھی تقویت ملی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کو کنفیڈریشن قائم کرلینی چاہئے تاکہ یہ دونوں ممالک نیو ورلڈ آرڈر کے مقابلے میں چٹان بن کر عالمی غلبہ اسلام میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

سالانہ اجتماع کی تفصیلی روداد!

بحمداللہ! تنظیم اسلامی کا سالانہ تربیتی اجتماع عام پروگرام کے مطابق ۲ تا ۵/ اپریل منعقد ہوا۔ یہ اجتماع توقع کے مطابق نہایت بھرپور رہا۔ امیر تنظیم اسلامی کا افتتاحی خطاب نہایت جامع تھا جو ان شاء اللہ جلد ہی مکمل شائع کیا جائے گا۔ یہ اجتماع مجموعی طور پر بہت مفید اور بھرپور تھا۔ اس اجتماع کی قدرے مفصل رپورٹ "ندائے خلافت" کے آئندہ شمارے میں شائع کی جائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

نواز شریف نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک استقلال سے کیا

اختیارات کو اپنی ذات میں مرتکز کرنے کی اندھی خواہش نے سابق حکمرانوں کو ذلت آمیز انجام سے دوچار کیا

"جاگ پنجابی جاگ' تیری پگ نوں لگ گیا داغ" جیسا تعصب بھرا نعرہ لگوا کر نواز شریف نے اپنے اقتدار کی راہ ہموار کی

مرزا ایوب بیگ' لاہور

دو مرتبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ بننے والے' دو مرتبہ بھاری مینڈیٹ سے وزیر اعظم بننے والے میاں محمد نواز شریف کو طیارہ سازش کیس میں دو مرتبہ عمر قید کی سزا اس عدالت نے سنا دی جو انہوں نے اپنے دور حکومت میں عدلیہ سے لڑ جھگڑ کر قائم کی تھی اور جسے خصوصی اختیارات سے نوازا تھا یعنی ایسی عدالت جو جھٹ پٹ فیصلہ دے' جو کسی ملزم کی ضمانت منظور نہ کرے' جو کم از کم سزا عمر قید دے۔

راقم قارئین ندائے خلافت کیلئے ایک سے زائد بار لکھ چکا ہے کہ پاکستان تاریخ کو مواد مہیا کرنے کے معاملے میں دنیا بھر میں سر فہرست ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کو جلسہ عام میں گولی مار کر شہید کیا گیا' ایک وزیر اعظم کو قاتل قرار دے کر تختہ دار پر چڑھا دیا گیا' ایک سربراہ مملکت کو طیارے سمیت فضا ہی میں خاکستر کر دیا گیا' ایک خاتون وزیر اعظم کو عدالت نے چور اور مرتشی قرار دے دیا اور وہ بیرون ملک فرار ہو چکی ہیں اور ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کے فوجی اقدام کے نتیجہ میں اب تک کے پاکستان کے آخری وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اغوا اور اقدام قتل کے مقدمہ میں مجرم قرار دیئے جانے کے بعد دو مرتبہ عمر قید کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ان کے علاوہ خواجہ ناظم الدین بھی وزارت عظمیٰ سے برطرف ہو کر گھر پر نظر بند ہوئے اور حسین شہید سہروردی نے بھی ایوب خان کے مارشل لاء میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کے علاوہ محمد علی بوگرہ' چوہدری محمد علی' آئی آئی چندریگر' فیروز خان نون پاکستان کے وزیر اعظم بنے۔ گورنر جنرل غلام محمد' صدر سکندر مرزا' چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ایوب خان' یحییٰ خان اور ضیاء الحق' صدر غلام اسحاق خان اور فاروق لغاری سربراہان مملکت بنے لیکن ان سربراہان حکومت و سربراہان مملکت میں سے کسی ایک کی رخصتی بھی باعزت طور پر نہ ہو سکی۔ ایسا کیوں ہوا" اس سوال کا جواب اگر ایک جملہ میں دیا جائے تو وہ یہ ہے "مطلق اقتدار حاصل کرنے اور اختیارات کو اپنی ذات میں مرتکز کرنے کی اندھی خواہش نے حکمرانوں کو ذلت آمیز انجام سے دوچار کیا"۔

اگر ہم اپنے حکمرانوں کے طور طریقوں' ان کے اقوال اور افعال اور ان کے رویوں کا جائزہ لیں تو یہ بات سمجھنے کے لئے سقراط و بقراط ہونے کی ضرورت نہیں کہ وہ بیمار ذہنیت کے حامل تھے اور شدید احساس کمتری کا شکار تھے۔ اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے دوسروں کو اپنے

تجزیہ

سامنے جھکا ہوا اور کورنش بجا لاتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔ اور نواز شریف اس مرض میں بدترین طریقے سے مبتلا ہو چکے تھے۔ ان کی سوانح عمری کا سرسری اور مختصر ترین جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس مرض کے جراثیم ان میں پیدائشی تھے۔ دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے اور اپنے من کی ہر خواہش کو پورا کرنے کے لئے وہ دولت اور قوت کا بھرپور اور بدترین استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ نواز شریف قوم کی آنکھ کا تارا کس طرح بنے اور اپنے عبرتناک انجام کو کیوں پہنچے؟ یہ ایک طویل داستان ہے جس میں سبق آموزی کے متعدد پہلو ہیں۔ قارئین ندائے خلافت کو اس سے آگاہ کرنے کے لئے ہم ان کی نجی اور سیاسی زندگی کا خاکہ پیش کرتے ہیں۔

نواز شریف ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے' البتہ ۲۵ دسمبر کو اپنا یوم پیدائش قرار دینے کو ان کے بعض سیاسی حریف غلط کہتے ہیں اور اسے قائد اعظم ثانی بننے کی کوششوں کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم میں غیر معیاری کارکردگی کی وجہ سے انہیں میٹرک تک تین سکول بدلنے پڑے' البتہ وہ اس کے باوجود گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لینے میں کامیاب ہو گئے۔ بعض ثقہ روایات کے مطابق ان کے گریجویشن کرنے میں ان کے کاروباری تعلقات اور اثر و رسوخ نے اہم رول ادا کیا۔ ان کے نام کے ساتھ ایل ایل بی لکھا جاتا ہے لیکن ان کے پرانے جاننے والے دعویٰ کرتے ہیں کہ ایف ای ایل کرنے کے بعد وہ لاء کالج میں نہیں دیکھے گئے۔ واللہ اعلم۔

نواز شریف نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک استقلال سے کیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جن کارخانوں کو قومیا لیا تھا ان میں شریف فیملی کی اتفاق فونڈری بھی شامل تھی' لہٰذا جب بھٹو کے خلاف پی این اے نے تحریک چلائی تو شریف فیملی نے اس تحریک کو بھاری مالی امداد دی۔ جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت کے آغاز ہی سے شریف فیملی نے حکومت کے قریب آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر بریگیڈیئر عبدالقیوم کے ذریعے ان کا جنرل غلام جیلانی سے رابطہ ہو گیا اور انہوں نے انہیں پنجاب کی کابینہ میں بطور وزیر خزانہ لے لیا۔ وزیر خزانہ کی حیثیت سے تو ان کی کارکردگی کوئی ایسی قابل رشک نہ تھی' لیکن اس دوران انہوں نے پنجاب بھر میں سیاسی کارکنوں سے اپنے رابطے بڑے مستحکم کر لئے تھے۔ اس کام کے لئے انہیں بڑی محنت کرنی پڑی اور وہ سیاسی کارکنوں میں اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی انتخابات میں انہوں نے بڑے زور و شور سے حصہ لیا اور خود کامیاب ہونے کے علاوہ پنجاب میں اپنے دوسرے بہت سے ساتھی کامیاب کروائے۔ پنجاب کا وزیر اعلیٰ بننے میں اگرچہ انہیں جنرل جیلانی کی پشت پناہی حاصل تھی' لیکن انہوں نے شب و روز کی اپنی محنت سے پنجاب کے غیر جماعتی ایوان میں اکثریت کا اعتماد حاصل کر لیا۔ قومی اسمبلی کی اکثریت نے جب محمد خان جونیجو کی زیر قیادت مسلم لیگ کو اپنا لیا تو پنجاب میں میاں نواز شریف نے بھی مسلم لیگ کا فارم بھر دیا۔ مرکز میں مسلم لیگ کو فعال بنانے کے لئے کسی نے توجہ نہ دی' لیکن پنجاب میں میاں نواز شریف

نے مسلم لیگ کو ڈرائنگ روم اور ڈیروں سے نکال کر عوامی جماعت بنانے میں جس عرق ریزی اور جانفشانی سے کام کیا اور پیپلز پارٹی کے ووٹ بینک پر جتنی کامیابی سے حملہ کیا وہ قابل صد تحسین ہے۔ صحیح تر الفاظ میں انہوں نے مسلم لیگ کے مردہ جسم میں جان ڈال دی اور خود میاں نواز شریف پنجاب میں ایک عوامی رہنما کے طور پر ابھرے۔ اب ان کی نگاہیں مرکز میں اپنے لیڈر محمد خان جونیجو کی کرسی پر لگ گئیں۔ اُدھر جنرل ضیاء الحق کو جونیجو کی جمہوریت پسندی ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی' لہٰذا میاں صاحب اپنی ہی جماعت کے لیڈر کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ ان دنوں قومی بجٹ کے خلاف ملک بھر میں جو ردعمل ہوا تھا خصوصاً پنجاب میں جو مکمل ہڑتال ہوئی تھی اسے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ جنرل ضیاء الحق نے جب بلاجواز اور غیر جمہوری طریقے سے جونیجو حکومت اور اسمبلی کو برطرف کیا تو میاں نواز شریف نے اپنی جماعت کے صدر اور وزیر اعظم کا ساتھ دینے کی بجائے صدر ضیاء الحق کا ساتھ دیا اور عبوری حکومت میں وزیر اعلیٰ بن بیٹھے۔ جب ۱۰/اپریل ۱۹۸۶ء کو محترمہ بے نظیر بھٹو اپنی جلاوطنی ختم کر کے پاکستان واپس آئیں اور ان کا فقید المثال استقبال ہوا تو مسلم لیگ کے اس فرزند کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور انہوں نے خفیہ طور پر بے نظیر اور پاکستان پیپلز پارٹی سے رابطے کرنے شروع کر دیئے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے جنرل سیکرٹری جہانگیر بدر کو بھاری رقم کا ایک چیک بھجوایا جس کی اطلاع جنرل ضیاء الحق کو ہو گئی جس پر انہوں نے نواز شریف بلکہ شریف فیملی کی سخت سرزنش کی اور انہیں دھمکایا کہ آئندہ ایسی حرکت اُن کے سیاسی کیریئر کو ختم کر دے گی۔ یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور شریف فیملی نے پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ اپنے تمام روابط ختم کر دیئے اور وہ ایک بار پھر مسلم لیگ کو عوامی جماعت بنانے میں جت گئے۔

۱۹۸۸ء کے انتخابات کے اعلان پر ایک مرتبہ پھر میاں صاحب نے بھاگ دوڑ شروع کی اور وہ پاکستان کی اسلام پسند جماعتوں کو متحد کر کے آئی جے آئی کے نام سے سیکولر پیپلز پارٹی کے خلاف ایک موثر اتحاد قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسلام پسند جماعتوں خصوصاً جماعت اسلامی کی پیپلز پارٹی سے دشمنی کو انہوں نے بڑی کامیابی سے اپنے حق میں استعمال کیا۔ جنرل ضیاء الحق اپنے عہد حکومت اور زندگی کے آخری حصے میں بہت غیر مقبول ہو چکے تھے اور پاکستان پیپلز پارٹی مظلوم اور ستم رسیدہ ہونے کے حوالے سے عوامی ہمدردیاں حاصل کر چکی تھی۔ اس کے باوجود میاں نواز شریف کی شب و روز کی محنت رنگ لائی اور ۱۹۸۸ء میں پاکستان پیپلز پارٹی خلاف توقع الیکشن سویپ نہ کر سکی۔ اسے قومی اسمبلی میں سادہ اکثریت بھی حاصل نہ ہو سکی' البتہ وہ سنگل لارجسٹ پارٹی کی حیثیت سے ابھری اس موقع پر میاں نواز شریف نے پنجابی ہونے کی آڑلی اور قومی و صوبائی اسمبلی کے انتخابات کے دوران جو دو دن کا وقفہ ہوتا ہے اس میں "جاگ پنجابی جاگ' تیری پگ نوں لگ گیا داغ" کا نعرہ لگایا۔ یوں پاکستان بننے کے بعد پہلی مرتبہ پنجاب کی سرزمین سے تعصب بھرا نعرہ لگا۔ اس نعرے نے کایا پلٹ دی اور دو دن پہلے جس صوبے نے پاکستان پیپلز پارٹی کو زبردست کامیابی دی تھی اسے پسپائی اختیار کرنی پڑی اور آئی جے آئی پنجاب میں پیپلز پارٹی سے زیادہ نشستیں لینے میں کامیاب ہو گئی۔

مرکز میں بے نظیر کی حکومت قائم ہوئی اور پنجاب میں میاں نواز شریف حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب تک چونکہ میاں صاحب کو پیپلز پارٹی سے پنجہ آزمائی اور محاذ آرائی سیاسی طور پر بہت فائدہ دے چکی تھی' لہٰذا میاں صاحب نے پیپلز پارٹی سے ہی نہیں بلکہ مرکز سے محاذ آرائی کا آغاز کر دیا۔ مرکز کی قوت کا انحصار ظاہر ہے صوبوں ہی پر ہوتا ہے' لیکن جب ملک کا سب سے بڑا صوبہ مرکز کے مدمقابل آ کھڑا ہوا اور اس صورتحال کا سامنا پیپلز پارٹی کے لال بجھکڑوں نے انتہائی احمقانہ طریقے سے کیا تو بے نظیر کی سیاسی قوت زوال پذیر ہونا شروع ہو گئی اور پنجاب کا مرد مجاہد مرکزی رہنما کے طور پر ابھرنا شروع ہوا۔ بے نظیر کی ناتجربہ کاری اور اس کے سرتاج آصف زرداری کی زراندوزی بھی میاں نواز شریف کی سیاسی حیثیت مستحکم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوئی۔ صدر غلام اسحاق خان جو جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دست راست تھے انہوں نے بھی بے نظیر کو بطور وزیر اعظم دلی آمادگی سے قبول نہیں کیا تھا' لہٰذا میاں نواز شریف کو بے نظیر کی حکومت برطرف کروانے میں زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ (جاری ہے)

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ سکول سے یونیورسٹی تک کمپیوٹر کی تعلیم لازمی قرار دے دی جائے گی۔ (ایک خبر)

✪ پہلے 70 فیصد سے زائد ناخواندہ قوم کو خواندہ تو بنائیں وگرنہ روٹی سے محروم لوگوں کو ڈبل روٹی فراہم کرنے والا معاملہ ہو جائے گا۔

☆ مخلوط طریقہ انتخاب رائج کر کے ملک کو ماڈرن' لبرل اور پروگریسو بنا دیا جائے گا۔ (چیئرمین ڈیٹا بیس' جنرل زاہد احسان)

✪ "پاکستان کا دو قومی نظریہ جائے بھاڑ میں"۔

☆ احتساب کا موجودہ عمل گول کیپر کو ہاتھ باندھ کر کھڑا کرنے کے مترادف ہے۔ (مہتاب عباسی)

✪ جبکہ سابقہ دور حکومت میں گول کیپر کا بستر بھی گول کر دیا گیا تھا۔

☆ پوری دنیا میں تیل مزید سستا ہو گیا۔ (ایک خبر)

✪ اس "دنیا" میں پاکستان شامل نہیں ہے۔

☆ بم دھماکوں کے ملزم چوبیس گھنٹوں میں پکڑے جائیں۔ (گورنر پنجاب)

✪ ایک عاجزانہ درخواست جو کبھی پوری ہوئی ہے نہ اب ہو گی۔

☆ کشمیریوں کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خودارادیت دیا جائے۔ (ایران)

✪ ایران کو ہے "یو این او" سے وفا کی امید۔ جو نہیں جانتی وفا کیا ہے۔

☆ نواز شریف نے عہدۂ صدارت' عدلیہ' پارلیمنٹ جیسے ملکی ادارے تباہ کر دیئے۔ (جاوید جبار)

✪ اور فوج کو تباہ کرنے کی کوشش میں خود بھی تباہ ہو گئے۔

☆ ملکی قیادت دے دی جائے تو تین سال کے اندر تمام قرضے اتار دوں گا۔ (پروفیسر طاہر القادری)

✪ ع "اقتدار" ہے شرط "قرض اتار" بہتیرے

☆ پرویز مشرف ملک میں اسلام نافذ کر دیں وگرنہ ان کا حشر بھی نواز شریف جیسا ہو گا۔ (مولانا عبدالستار نیازی)

✪ وما علینا الا البلاغ..... کے ساتھ ساتھ ہم حضور کو نیک و بد سمجھائے دیتے ہیں۔ آگے آپ کی مرضی۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے دین کو تماشا نہیں بنایا!

بچپن میں والد کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا' بڑھاپے میں شریک زندگی داغِ مفارقت دے گئی

المیہ یہ ہے کہ ہمارے سیاستدانوں کی اکثریت "ڈنگ ٹپاؤ" پالیسی پر عمل پیرا رہی ہے!

"ندائے خلافت" جیسا معیاری' سنجیدہ اور بامقصد جریدہ میری نظر سے نہیں گزرا

"Actions Speak louder Than Words"

ایک سیلف میڈ' ماہر تعلیم اور صاحب علم و دانش کی داستانِ زندگی : انٹرویو کے آئینے میں

انٹرویو پینل : نعیم اختر عدنان' مرزا ندیم بیگ

علامہ شبیر بخاری قومی' ملی و اسلامی امنگوں اور جذبوں سے بھرپور ایک ایسی صاحب عزم و ارادہ اور ذی علم و کردار شخصیت کا نام ہے' جنہیں بجا طور پر ایک تحریک کا نام دیا جا سکتا ہے۔ وہ ملک و ملت کا حقیقی درد رکھنے والے انسان ہیں۔ ساری عمر تعلیم کے شعبے سے تعلق رہا۔ دین و مذہب سے غیر معمولی لگاؤ کے باعث برعظیم پاک و ہند کی بہت سی نامور دینی شخصیات سے تعلق رہا اور تقریباً تمام دینی تحریکوں کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کی زندگی ہمت و محنت سے عبارت ہے۔ چنانچہ آج بھی جبکہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ عمر کے لحاظ سے اسی برس سے متجاوز ہو چکے ہیں' تن تنہا ایک سہ ماہی علمی تحقیقی جریدہ "تفکر" کے نام سے نکالتے ہیں۔ اشعار کہنے کا ذوق بھی ہے اور سلیقہ بھی۔ ان کے شاعرانہ کلام میں فکری گہرائی کے ساتھ ساتھ ذوق و شوق کی چاشنی بھی نمایاں طور پر جھلکتی ہے۔ نعت گوئی سے خصوصی شغف ہے۔ علامہ صاحب کی متعدد نعتیں اور نظمیں "ندائے خلافت" کے اوراق کی زینت بن چکی ہیں۔ "سوز دروں" کے نام سے ان کا کلام مطبوعہ شکل میں بھی دستیاب ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد اور ان کی تحریک سے ان کی دلچسپی کا اظہار ان کے زیر نظر انٹرویو سے بخوبی ہوتا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ان کا تعلق خاطر اور ان کی محبت و شفقت صرف ڈاکٹر صاحب کی ذات تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ محترم ڈاکٹر صاحب کے بھائیوں اور بیٹوں تک وسیع ہے' بالخصوص ڈاکٹر ابصار احمد اور محترم وقار احمد اور راقم السطور کے ساتھ خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ ندائے خلافت اور علمی و تحقیقی کاموں سے متعلق ان کے قیمتی مشورے اور ہمت بندھانے والے کلمات ہمارے لئے سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (مدیر)

س : علامہ صاحب! ندائے خلافت کے قارئین کو اپنے خاندانی اور تعلیمی پس منظر سے آگاہ فرمائیں!

ج : میرے آباؤ اجداد بخارا سے ترک وطن کر کے ۱۲۳۷ء بمطابق ۶۳۷ھ اُچ شریف ملتان وارد ہوئے۔ اس وقت کا اُچ شیعہ سنی منافرت سے بالکلیہ پاک و صاف تھا۔ ہمارے خاندان کے بزرگوں کی اکثریت شیعہ مسلک سے وابستہ تھی' البتہ میرے دادا اور والد سنی العقیدہ مسلمان تھے۔ میری پیدائش چونیاں ضلع قصور میں ۲ جولائی ۱۹۱۸ء رمضان المبارک میں ہوئی۔ ہمارے خاندان کے اکثر لوگ محکمہ پولیس سے وابستہ تھے۔ میرے چچا ایس پی اور والد کورٹ انسپکٹر تھے۔

میں اپنے خاندان کا پہلا شخص ہوں جس نے اپنے آبائی پیشے کو ترک کر کے معلمی کا مقدس پیشہ اپنالیا۔ چنانچہ میری بیٹیاں اور بیٹے "معلمی" ہی کے باوقار پیشے سے وابستہ ہیں۔ میری تعلیمی زندگی کا آغاز بہاولپور اور بہاولنگر سے ہوا۔ گیارہ سال کی عمر میں والد گرامی کا سایہ شفقت و محبت سر سے اٹھ گیا۔ میٹرک کی تکمیل کے بعد میں نے اپنی زندگی کا آغاز ڈاہرانوالہ مڈل سکول کے انچارج کی حیثیت سے کیا اور میری ماہانہ تنخواہ پچیس روپے مقرر ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تحریک پاکستان ابھی منظر عام پر نہیں ابھری تھی۔

س : علامہ صاحب! اپنے بچپن کا کوئی اہم ترین واقعہ بیان فرمائیں جو آج تک آپ کو نہیں بھولا؟

ج : والد گرامی کے فوت ہونے کا شدید اور گہرا صدمہ آج بھی مجھے نہیں بھولتا۔ اللہ نہ کرے کہ کسی بچے کا طالب علمی کے زمانے میں والد فوت ہو جائے' اس لئے کہ والد کی وفات کی تلافی کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی!

س : علامہ صاحب! کوئی سبق آموز واقعہ بیان فرمائیں؟

ج : والد گرامی نے بچپن ہی سے ہم لوگوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی اور گویا اسی فریضے کا عادی بنا دیا۔ پہلی دفعہ رمضان کے پورے مہینے میں تمام نمازیں پڑھنے پر سو روپیہ بطور انعام ملا۔ میں تمام والدین سے کہوں گا کہ وہ اپنی اولاد کو بچپن ہی سے نماز کا عادی بنائیں۔ اسی لئے کہ بچپن کی نماز کا اثر بہت دیرپا ہوتا ہے' والد گرامی کے بعد صادق ایجرٹن کالج کے پرنسپل جناب ضیاء الدین احمد نے ہمیں نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی روشناس کرایا۔ گویا بچپن میں ابھرنے والے نقوش ہی میری آئندہ زندگی کا مستقل اثاثہ بن گئے۔

س : علامہ صاحب! اپنی تعلیمی پیش رفت کے بارے میں قارئین کو آگاہ فرمائیں؟

ج : میں نے پرائیویٹ طور پر بی۔ اے کیا' بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے اردو میں اور علی گڑھ یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم اے کیا۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور سے مولوی عبدالحق سے عربی اور فارسی کے علاوہ درس نظامی کی تکمیل کی۔ استاد کی عظمت کا میں دل کی گہرائیوں

سے قائل اور معترف ہوں۔ علامہ اقبال نے بھی استاد کی عظمت کردار پر بہت خوب کہا ہے :

دمِ عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

میں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مڈل سکول کے انچارج کی حیثیت سے کیا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت اور مہربانی سے میں ڈی پی آئی' ڈپٹی سیکرٹری تعلیمات اور مغربی پاکستان کے وفاقی مشیر تعلیم جیسے اعلیٰ ترین مناصب پر فائز رہا۔ میں نے ملازمت کے طویل عرصے کے دوران ہمیشہ "اکل حلال" اور "صدق مقال" کے زریں اصولوں کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنائے رکھا! اب جب کہ اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کرنے والا ہوں۔ میں اس مرحلے پر بلا خوفِ تردید یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک کسی شخص کو نہ تو دھوکہ دیا اور نہ ہی کسی کا حق مارا اور نہ ہی کسی کو دکھ پہنچایا۔ میرے والد مرحوم میری ان ہی عادت کی وجہ سے مجھے "سچو" کہتے تھے۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہوا کہ میں مواقع کے باوجود اپنے دیگر ساتھیوں کی طرح کسی مالی بدعنوانی اور اخلاقی گراوٹ کا شکار نہیں ہوا۔ الحمدللہ والمنۃ

س : قومی سطح پر ہماری تعلیمی ترقی سے آپ کہاں تک مطمئن ہیں اور ہم بحیثیت قوم درست تعلیمی جہت کیوں نہیں اختیار کر سکے؟

ج : میں نے ایک ماہر تعلیم کی حیثیت سے تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے "مسجد مکتب سکیم" کا تفصیلی اور قابل عمل منصوبہ تیار کر کے اولاً غیر ملکی ماہرین تعلیم کے سامنے پیش کیا۔ وہ اس لئے کہ ہمارے ہاں کی نفسیات یہ ہے کہ جس منصوبے کو غیر ملکی ماہرین پسند کر لیں اسے سب لوگ بلاچون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ حسب توقع میرے اس منصوبے کو حکومتی سطح پر منظوری حاصل ہو گئی۔ میرے اسی منصوبے پر عمل درآمد سے مشرقی پاکستان میں شرح خواندگی کا تناسب ٦٠% ہو گیا۔ جبکہ مغربی پاکستان کے سیاست دانوں اور بیوروکریسی کی منافقانہ ذہنیت کے باعث اس تعلیمی منصوبے سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ اسلام میں مسجد کو مرکزی اہمیت حاصل ہے' مسجد ہمارا تہذیبی ورثہ' ایک عظیم روایت' ایک درسگاہ اور اسلامی شعار ہے مگر ہمارا بالادست طبقہ مسجد کے کردار کو بروئے کار نہیں لانے دیتا۔

س : کیا سبب ہے کہ ہم قیام پاکستان کے مقاصد اب تک حاصل نہیں کر سکے!

ج : قیام پاکستان کے مقاصد بڑی حد تک پورے ہو چکے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ملک کے اقتدار اعلیٰ سے لے کر ہر قسم کے اختیارات اور ملکی وسائل پر ہمارا کامل اختیار و اقتدار ہے۔ قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں مسلمانوں کی عددی اکثریت کے باوجود ہر قسم کے وسائل و معاملات پر غیروں کا قبضہ تھا' ہم اپنے ہی ملک میں پسماندہ' تباہ حال اور دبے ہوئے تھے۔ قائداعظم محمد علی جیسے بالغ نظر' مخلص' بلند کردار شخص کی بدولت ہمیں آزادی کی دولت حاصل ہوئی۔ محمد علی جناح ایک ایسا سیاسی رہنما تھے جنہوں نے کبھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ میں نے ایک موقع پر قائداعظم کے ہاتھوں کا بوسہ لینا چاہا تو قائد نے فرمایا "اگر میں مسلمانوں کے لئے کوئی اچھا کام کر جاؤں تو میرے لئے دعا کرنا(Pray for me) باقی جو کچھ بھی کمی ہے یہ ہماری اپنی کوتاہی ہے' اسے ہم خود ہی دور کر سکتے ہیں۔

س : تنظیم اسلامی کے امیر اور داعی تحریک خلافت محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ سے آپ کا تعارف کب سے ہے اور ان کی قرآنی خدمات خصوصاً اسلامی انقلاب کی

حضور (ﷺ) کے سَحَر و شام پر درود و سلام

——شبیر بخاری——

رسولِ پاکؐ ترے نام پر درود و سلام
ترے قعود ترے قیام پر درود و سلام
تجلّیاتِ رسالت کی عظمتیں لوٹ آئیں
تری عزیمتِ اسلام پر درود و سلام
رضائے حق میں ہوا لمحہ لمحہ ان کا بسر
حضور (ﷺ) کے سَحَر و شام پر درود و سلام
حرا کی خلوتِ کبریٰ میں حرف حرف اترا
ہجومِ طلعتِ الہام پر درود و سلام
کتاب آئی جو اُمّ الکتب ہے عالم میں
ابد کنار اس انعام پر درود و سلام
لنڈھائی مجلسِ توحید میں مئے وحدت
شرابِ عشق کے ہر جام پر درود و سلام
ترا قدم نہ رکا خارزارِ طائف میں
تری مسافتِ ہرگام پر درود و سلام
محیط ہے ترا ذکرِ جمیل صدیوں پر
ترے مقامِ خوش انجام پر درود و سلام
حضور ﷺ کو بڑی آسودگی ملی تجھ میں
مدینہ! تیرے در و بام پر درود و سلام

جدوجہد کے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

ج: ڈاکٹر اسرار احمد کے لئے میں دل کی گہرائیوں سے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش و جدوجہد کو کامیابی عطا فرمائے۔ ڈاکٹر صاحب نے دین کو تماشا نہیں بنایا۔ دین کی خدمت بلند مرتبہ لوگوں اور خاموشی سے کام کرنے والوں کا کام ہے۔ ہماری اصل ضرورت ایسے افراد کار کی تیاری ہے جو دین کے غلبہ و نفاذ کے لئے مطلوبہ جدوجہد کر سکیں!

محترم ڈاکٹر صاحب اسلامی انقلاب کیلئے جو افراد کار تیار کر رہے ہیں' انہیں کے کردار و عمل سے یہ اندازہ ہو گا کہ ڈاکٹر صاحب کس حد تک اپنے پیش نظر مقاصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ویسے بھی دین کا کام ایک صبر آزما کام ہے جس کے نتائج آہستہ آہستہ ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ دین کا کام کرنے والوں کو اس بات کی شعوری کوشش کرنی چاہئے کہ ان کا قول اور فعل ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو' اس لئے کہ "Action Speak Louder than Words" دنیا کے عظیم ترین افراد کی زندگیاں اسی سنہری اصول کی ترجمانی کرتی نظر آتی ہیں۔

س: شیعہ سنی کی تقسیم اور فرقہ وارانہ کشیدگی نے امت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ ان دونوں گروہوں کے مابین مفاہمت کا کوئی امکان ہے؟

ج: شیعہ سنی کشیدگی اور محاذ آرائی کا حل مناظرانہ و مجادلانہ طریقہ کار کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ ملک میں بعض ادارے ایسے ہیں جو فرقہ واریت کا زہر گھولنے میں مصروف عمل ہیں۔ جہاں تک خلفاء راشدین کے کارناموں کا تعلق ہے' ان کا انکار قطعاً ناممکن ہے۔ کوئی بھی شخص حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک قول بھی ایسا پیش نہیں کر سکتا جس میں انہوں نے اپنے پیش رو خلفاء پر تنقید کی ہو۔ خلافت راشدہ ایک تسلسل کا نام ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ شامل ہیں۔ یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے جسے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ اگرچہ حضرت علیؓ کا دور حکومت خلافت راشدہ میں شامل ہے' مگر آپؓ کے عہد خلافت میں خلفاء ثلاثہ کے عہد خلافت کی سی برکات اور فتوحات نظر نہیں آتیں' اس کے باوجود اس کی کا الزام ہم حضرت علیؓ کو نہیں دیتے بلکہ فتنہ پرور لوگوں نے حالات ہی کچھ اس طرح کے پیدا کر دیئے تھے کہ حضرت علیؓ جیسا شخص بھی ان ناگفتہ بہ حالات پر قابو نہ پا سکا۔

س: پاکستان کے حکمرانوں میں سے آپ کی نظر میں بہترین حکمران کون تھا؟

ج: ہمارے حکمرانوں میں نہ کوئی فرشتہ تھا اور نہ سب شیطان تھے۔ البتہ جنرل محمد ایوب خان میری رائے میں سب سے بہتر حکمران ثابت ہوئے۔ یہ امر بھی قارئین ندائے خلافت کے لئے یقیناً دلچسپی کا باعث ہو گا کہ ہمارے سیاستدانوں نے قومی منصوبوں کی تکمیل میں اکثر اوقات رکاوٹیں کھڑی کیں جبکہ فوجی حکومتوں کے دور میں قومی اہمیت کے حامل منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا۔ ہمارے سیاستدانوں کی اکثریت کا یہ المیہ ہے کہ وہ کسی بھی قومی اہمیت کے منصوبے کو سنجیدگی سے نہیں لیتے' بلکہ ان کا مجموعی طرز عمل "ڈنگ ٹپاؤ" پالیسی ہی کا مظہر رہا ہے۔

س: ہفت روزہ ندائے خلافت تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان ہے' آپ اسے کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

ج: ہفت روزہ ندائے خلافت کا باقاعدگی اور پابندی وقت کے ساتھ شائع ہونا ہی بہت بڑی بات ہے۔ اس لئے کہ ہفت روزہ رسائل و جرائد اکثر و بیشتر تعطل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دینی صحافت کے حوالے سے ندائے خلافت جیسا معیاری' سنجیدہ اور بامقصد جریدہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ البتہ میرا ایک مشورہ ہے وہ یہ کہ دیگر

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

حدیث دل

فرقان دانش خان

آہ ! میجر (ر) احسن رؤف

صبح میں اپنی روٹین کے مطابق دفتر پہنچا تو شیخ رحیم الدین صاحب نے بتایا کہ میجر (ر) احسن رؤف کا انتقال ہو گیا ہے جیسے میرے دماغ میں ایک دھماکہ سا ہوا۔ منہ سے بے اختیار نکلا اِنا للہ واِنا الیہ رَاجعون

میجر صاحب سے میری جان پہچان صرف اتنی تھی کہ وہ قرآن اکیڈمی کے اکیڈمک ونگ میں جناب عاکف سعید صاحب سے اکثر ملنے آیا کرتے تھے۔ اس دوران ان سے سلام دعا ہو جایا کرتی تھی۔ یا مجھے صرف یہ معلوم تھا کہ وہ حافظ عاکف سعید کے بہت اچھے دوست ہیں۔ لیکن میجر صاحب کے انتقال کی خبر سن کر جانے مجھے یہ کیوں محسوس ہوا کہ میرا کوئی عزیز مجھ سے بچھڑ گیا ہو۔ ابھی میں صدمے اور افسوس کی کیفیت سے دوچار تھا کہ حافظ عاکف سعید صاحب بھی تشریف لے آئے۔ میرے ساتھ ہمیشہ ایک مشکل رہی ہے کہ مجھے کسی مرنے والے کے عزیزوں' دوستوں سے اس نوع کے رسمی الفاظ یعنی جیسے "بہت افسوس ہوا' کب انتقال ہوا یا کیا ہوا تھا؟" کے ذریعے تعزیت کرنے میں الجھن محسوس ہوتی ہے' دراصل میں سوچتا ہوں کہ ان الفاظ سے مرنے والے کے قریبی لوگوں کا دکھ تو کم نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ میں ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہوں کہ کوئی دوسرا یہ بات چھیڑے اور میں بھی اس کے ساتھ افسوس میں شریک ہو جاؤں۔ حافظ عاکف سعید اپنے آفس میں آکر بیٹھے تو شیخ رحیم الدین فوراً تعزیت کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ میں نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا اور ان دونوں حضرات کی سوگوار گفتگو میں شریک ہو گیا۔ میجر (ر) احسن رؤف گزشتہ کئی سالوں سے ہیپاٹائٹس سی جیسے مہلک مرض میں مبتلا تھے۔ اپنی بے پناہ قوت ارادی کے باعث وہ اس خطرناک بیماری کا مقابلہ کر رہے تھے۔ پچھلے ماہ ان کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو انہیں ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا جہاں انہیں کئی بوتل خون بھی دینا پڑا۔ اس دوران جب ذرا طبیعت بحال ہوئی تو مرحوم نے گھر جانے کی ضد کی لہٰذا انہیں گھر پہ شفٹ کر دیا گیا۔ گھر میں ابھی علاج معالجہ جاری تھا کہ میجر صاحب اچانک ۱۱/اپریل کی صبح داغ مفارقت دے گئے۔

ان کی نماز جنازہ ان کی رہائش گاہ کے قریب مسجد میں امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے پڑھائی۔ نماز جنازہ کے وقت مجھے ایک احساس بڑا شدید تھا اور دل گواہی دے رہا تھا کہ یہ شخص جنتی ہے۔ وجہ مجھے بھی معلوم نہیں کہ یہ احساس کیوں تھا کیونکہ میں میجر صاحب کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا تھا۔ یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ میجر صاحب بہت ملنسار اور خدا ترس انسان تھے۔ کسی کے دکھ درد میں بے چین ہو جاتے اور اسے رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ انہوں نے اپنے گھر کے ایک حصے میں یتیم بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے دار الشفقت کے نام سے ایک ادارہ بھی کھول رکھا تھا۔ اسی طرح جانے کتنے اور ایسے نیک کام ہیں جو وہ اپنی زندگی میں کر رہے تھے۔

ہیپاٹائٹس سی جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہونے سے قبل وہ تنظیم کے ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے برسوں اپنے مقامی اسرے کی نقابت کی ذمہ داری عمدگی کے ساتھ نبھاتے رہے۔ مرکزی انجمن میں وہ مرکزی شوریٰ کے ایک مستقل رکن کے طور پر جانے جاتے تھے۔ تنظیم اور انجمن کے ساتھ ان کا یہ تعلق ان کی زندگی کے آخری سانس تک برقرار رہا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے' ان کے پسماندگان و لواحقین اور ان کے چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں ان جیسا درد بھرا دل عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ خلافت کے قیام کیلئے سب سے زیادہ سازگار حالات پاکستان کے ہیں ○ زاہد الراشدی

خلافت کے قیام کے لئے ہم ڈاکٹر اسرار کی پکار پر لبیک کہنے سے گریز نہ کریں گے ○ ضیاء القاسمی

خلافت کا احیاء وقت کی اہم ضرورت ہے ○ خالد علوی، تمام دینی جماعتیں مل کر خلافت کے قیام کیلئے جدوجہد کریں ○ سرفراز نعیمی

پڑھے لکھے طبقات میں اسلام کی جانب رجحان میں قابل قدر اضافہ ہو رہا ہے ○ ہارون رشید

قیام خلافت کی جانب پیش قدمی کی خاطر پاکستان اور افغانستان کو متحد ہو جانا چاہئے۔ ○ ڈاکٹر اسرار احمد

کلنٹن کے حالیہ سے دورے سے ثابت ہو گیا ہے کہ امریکہ نے ہمیں صاف الفاظ میں ''گڈ بائے'' کہہ دیا ہے

''عالمی خلافت کی نوید اور پاکستان کی اہمیت'' کے موضوع پر الحمراہال نمبر ① میں منعقدہ سیمینار کی روداد

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام ۲۶ مارچ بروز اتوار صبح ۱۰ بجے الحمراہال نمبر ① میں ''عالمی خلافت کی نوید اور پاکستان کی اہمیت'' کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کی۔ اس سیمینار کی کامیابی میں جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کا خصوصی فضل شامل حال رہا وہاں پر تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق قمر کی کوششوں کو بھی خصوصی دخل حاصل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے (آمین)

سیمینار کا آغاز سوا دس بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری مولانا خورشید احمد گنگوہی نے افتتاحی کلمات میں کہا کہ نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے لئے تن من دھن کو قربان کرنا ہر مسلمان کی دلی آرزو ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک نظام خلافت پوری دنیا میں قائم تھا، اُمت مسلمہ ایک وحدت تھی مگر جب اس ادارے کو ختم کر دیا گیا تو امت تفرقات میں بٹ گئی لہٰذا امت کی وحدت کے لئے بھی نظام خلافت کا قیام از حد ضروری ہے۔ سیمینار سے درج ذیل اصحاب علم و فضل نے خطاب کیا۔

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جامعہ نعیمیہ کے ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے کہا مسلمانوں کو اگر زمین میں غلبہ و تمکن عطا ہو تو ان کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ نظام صلوۃ اور نظامِ زکوۃ قائم کریں، نیکی اور خیر کے کاموں کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں ـــــ خلافت انہی امور سے عبارت ہے اور نظام خلافت کا قیام مسلمانوں کا اہم ترین دینی فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام دینی جماعتیں اگر الگ الگ عنوانات سے جدوجہد کرنے کی بجائے خلافت کے عنوان کو اختیار کریں تو ان کی جدوجہد زیادہ نتیجہ خیز ہو گی۔

ڈاکٹر خالد علوی

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے معروف مذہبی سکالر اور دانشور ڈاکٹر خالد علوی نے کہا کہ خلافت راشدہ اگرچہ صرف تیس برس قائم رہ سکی تاہم مسلمان حکمرانوں اور حکومتوں کے لئے خلیفہ اور خلافت کے الفاظ بعد میں بھی استعمال ہوتے رہے، یہاں تک کہ ۱۹۲۴ء میں ادارہ خلافت کا چراغ گل ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ محض نام کی خلافت کا بھی یہ اثر تھا کہ مسلمانوں کو دنیا میں تمکن و اقتدار حاصل رہا جو خلافت کے ادارے کے خاتمے کے بعد باقی نہ رہا۔ ڈاکٹر خالد علوی نے کہا کہ بلاشبہ خلافت کا احیا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ تاہم اس کے لئے طریق کار کیا ہو گا، اس مسئلہ پر سر جوڑ کر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے نوید خلافت کانفرنس کے انعقاد پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کو خراج تحسین پیش کیا۔

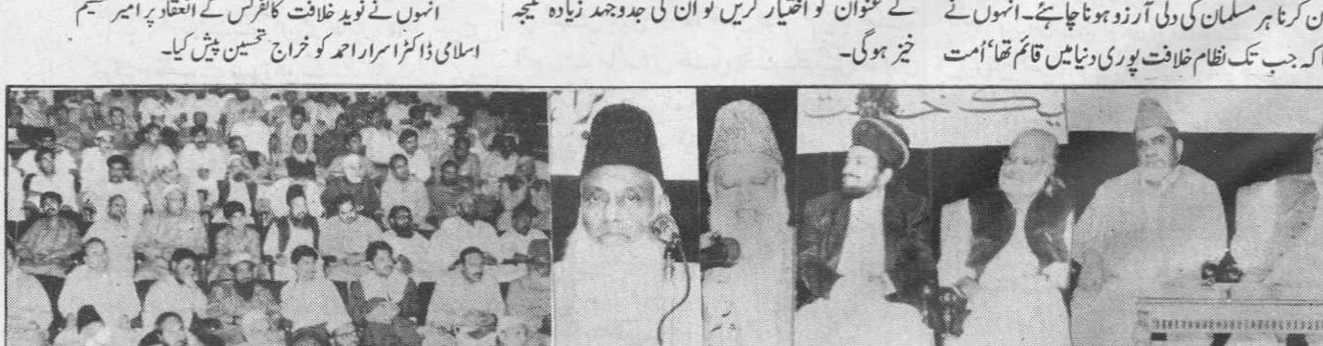

خلافت کانفرنس سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد اور پروفیسر عبدالجبار شاکر خطاب کر رہے ہیں، جبکہ انجینئر سلیم اللہ، مظفر وارثی، مصطفیٰ صادق اور ڈاکٹر خالد علوی سٹیج پر بیٹھے ہیں

سٹیج پر ناظم اعلیٰ تحریک خلافت عبدالرزاق قمر اور سٹیج سیکرٹری مولانا خورشید احمد گنگوہی تشریف فرما ہیں

مولانا زاہد الراشدی

پاکستان شریعت کونسل کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خلافت کا ادارہ قائم کرنا مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے۔ جس کو ادا نہ کرنے کے باعث آج امت مسلمہ کا ہر فرد گنہگار ہے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخی شواہد اور قرائن کی رو سے یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان ممالک میں ادارہ خلافت کے قیام کے لئے سب سے زیادہ سازگار حالات پاکستان کے ہیں اور یہی وہ خطہ ہے جہاں سے احیاء خلافت کا آغاز ہوگا۔

ہارون رشید

معروف کالم نگار اور دانشور ہارون رشید نے کہا کہ خلافت راشدہ کا روشن ترین نمونہ حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت تھا جس میں امور حکومت سے متعلق وہ ادارے تشکیل دیئے گئے جو آج بھی نوع انسانی کے لئے روشن مثال کا درجہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ خلافت کے حوالے سے آج بھی اداروں کی تشکیل کا سوال سب سے اہم ہے۔ انہوں نے کہا کہ پڑھے لکھے طبقات میں اسلام کی جانب رجحان میں قابل قدر اضافہ ہو رہا ہے تاہم خلافت کے ضمن میں طالبان کا ماڈل جن میں جبر کا پہلو غالب ہے جدید ذہن کے لئے قابل قبول نہیں۔ بلکہ اس ضمن میں دور رسالت اور خلافت راشدہ ہی سے رہنمائی لینا ہوگی جہاں جبر کی بجائے تشویق و ترغیب کا عنصر غالب تھا۔

مولانا ضیاء القاسمی

جمعیت علمائے اسلام کے رہنما اور سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء القاسمی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صدر محفل ڈاکٹر اسرار احمد کو اس کانفرنس کے انعقاد پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر اسرار احمد میرے محسن ہیں اور ان کی خلافت کے لئے جدوجہد قابل احترام ہے۔ خلافت کے قیام کے لئے اپنی جانیں نچھاور کرنا ہماری سب سے بڑی سعادت ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ علمی و فکری باتیں بہت ہو چکی ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ عملی قدم اٹھایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس مبارک کام میں تعاون کے لئے ہم ڈاکٹر اسرار احمد کی پکار پر لبیک کہنے سے ہرگز گریز نہ کریں گے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر

پروفیسر عبدالجبار شاکر نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسانی حقوق کے حوالے سے مغربی ممالک کا کردار منافقانہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر امت مسلمہ کو ہمیشہ استحصال کا نشانہ بنایا گیا' اس ذلت آمیز رویئے سے نجات پانے کے لئے یہاں خلافت کا نظام قائم کرنا ہوگا۔

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی نے کہا کہ عوام اسلامی نظام کے نفاذ کے آرزومند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی وفاداری اور کاسہ لیسی کرنے والے حکمران خود کو ملک و ملت کے لئے ناگزیر سمجھنا چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ خلافت کا تصور ذہن میں آتے ہی مسولینی، ہٹلر، چنگیز خان اور ہلاکو جیسے حکمرانوں کا تصور ذہن میں نہیں آتا ہے بلکہ اس کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی اور حیدر کرار رضی اللہ عنہم جیسی پاکیزہ اور پرنور ہستیوں کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلافت تحمل' بردباری' احساس ذمہ داری اور عوامی خدمت کا نام ہے۔

انجینئر سلیم اللہ خان

جمعیت علمائے پاکستان کے رہنما انجینئر سلیم اللہ خان نے کہا کہ دینی جماعتیں متحد ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے عوامی تحریک منظم کریں۔ کیونکہ خلافت کے غلبہ سے ہی ملک میں جاری سود کا استحصالی نظام ختم کیا جا سکتا ہے' انہوں نے کہا کہ اس ملک کی بقا کے لئے حقیقی صدارتی نظام ضروری ہے کیونکہ ماضی میں صدارتی نظام کے نام پر عوام کو دھوکہ دیا گیا جو حقیقت میں شخصی آمریت تھی۔

کانفرنس میں مظفر وارثی نے خلافت کے موضوع پر نہایت جاندار نظم پیش کر کے سامعین سے بھرپور داد وصول کی۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

کانفرنس کے صدر اور تحریک خلافت پاکستان کے داعی ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے صدارتی کلمات میں ان سوالات کے مفصل جوابات دیئے جو نظام خلافت کے حوالے سے بعض مقررین نے اپنی گفتگو میں اٹھائے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ دور خلافت راشدہ کے بعد خلافت دراصل ملوکیت میں تبدیل ہو گئی تھی لہٰذا نظام خلافت کی بحث میں حوالے کے طور پر صرف دور خلافت راشدہ کو پیش کیا جا سکتا ہے جو کہ ہمارا آئیڈیل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آنحضور ﷺ کی واضح پیشین گوئیاں موجود ہیں کہ دنیا کے خاتمے سے قبل وہ نظام خلافت ایک بار پھر قائم ہو گا جس کی جھلک نوع انسانی نے چودہ سو سال قبل دیکھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ وہ دور اب آیا چاہتا ہے اور اب یہ خلافت پورے کرہ ارضی پر قائم ہو گی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ برعظیم پاک و ہند کی گزشتہ چار سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ پوری امت کے علمی و فکری اور دینی و روحانی مرکز کی حیثیت اب اس خطے کو حاصل ہو چکی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سے لے کر آج تک تمام مجددین امت اسی خطے میں پیدا ہوئے اور یہ خطہ اب امت کی علمی و روحانی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ انہوں نے اپنے اس تقین کا اظہار کیا کہ عالمی احیاء خلافت کا نقطہ آغاز بننے کی سعادت اس خطے کو حاصل ہو گی جس میں پاکستان اور افغانستان نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔

نوید خلافت کانفرنس کے مقررین --- ہارون رشید صاحبزادہ خورشید گیلانی اور مولانا ضیاء القاسمی

انہوں نے کہا کہ قیام خلافت کی جانب پیش قدمی کی خاطر پاکستان اور افغانستان کو متحد ہو جانا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کلنٹن کی کل کی تقریر سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ امریکہ نے ہمیں صاف الفاظ میں گڈبائی کہہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "تو نے اچھا ہی کیا دوست سہارا نہ دیا' مجھ کو لغزش کی ضرورت تھی سنبھلنے کے لئے" کے مصداق اسی میں ہمارا قومی مفاد ہے۔ ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اب ہمیں اللہ کا سہارا پکڑنا ہو گا اور اس کے نظام کو قائم کر کے اللہ کی تائید و نصرت کا حقدار بننے کی کوشش کرنا ہو گی۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ عالم اسلام میں پاکستان وہ واحد ملک ہے جہاں نمونے کی اسلامی فلاحی جمہوری ریاست

قائم ہو سکتی ہے جو پوری دنیا کے لئے ایک ماڈل بنے گی۔ انہوں نے کہا کہ عصر حاضر کے نظام خلافت میں ان تمام اعلیٰ جمہوری اقدار کو سمویا جاسکے گا جو موجودہ دنیا کے امام یعنی امریکہ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ نظام خلافت میں حکمران اعلیٰ کی حیثیت جمہور کو نہیں اللہ کو حاصل ہے اور یہاں قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون سازی کسی سطح پر نہیں کی جا سکتی۔ ڈاکٹر صاحب کی اس دعا پر یہ کانفرنس اختتام کو پہنچی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاً پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کی توفیق عطا فرمائے اور پھر پورے کرہ ارضی پر خلافت کے قیام کی ہمت عطا فرمائے۔

بقیہ : مکالمہ

معاملات و مسائل کے ساتھ ساتھ ندائے خلافت میں عوام [illegible] مسائل کو بھی زیر بحث لایا جائے۔ ندائے خلافت کی پوری ٹیم کی خدمات قابل تعریف ہیں۔

س: علامہ صاحب! آپ علامہ اقبال کے حوالے سے اپنا کوئی تاثر بیان کرنا چاہیں گے؟

ج: قومی و ملی سطح پر یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذہنی ارتقاء اور اس کی درست نشوونما کے لئے اقبال جیسا فلسفی اور مفکر ہمیں عطا فرمایا۔ علامہ اقبال عطیۂ خداوندی ہیں۔ خود میری پہلی ملاقات علامہ اقبال سے پانچویں جماعت کے طالب علم کی حیثیت سے ہوئی۔ بعد میں ایک موقع پر مجھے بطور معلم بھی علامہ اقبال سے شرف نیاز حاصل ہوا۔

ہمارا سفر ہے بنامِ محمد ﷺ

—— مظفر وارثی ——

نظامِ خلافت ' نظامِ محمد ﷺ ۔۔۔ ہمارا سفر ہے بنامِ محمد ﷺ
خدا کو فقط حاکمیت کا حق ہے ۔۔۔ یہی سوچ ہے احترامِ محمد ﷺ
ہے بنیاد ' جمہوریت کی ہماری ۔۔۔ حلالِ محمد ﷺ ' حرامِ محمد ﷺ
جو قرآن و سنت ہو ' آئین اپنا ۔۔۔ سنیں عدلیہ سے کلامِ محمد ﷺ
کرے غیر مسلم نہ قانون سازی ۔۔۔ نہیں جانتا وہ مقامِ محمد ﷺ
پس سود سارے خسارے چھپے ہیں ۔۔۔ لڑے کیوں خدا سے غلامِ محمد ﷺ
رکھیں واسطہ کیوں شراب اور جوئے سے ۔۔۔ ہے دل اپنا جائے قیامِ محمد ﷺ
ہر انسان کی قدر و قیمت ہے یکساں ۔۔۔ مساوات ' پہلا پیامِ محمد ﷺ
جہادوں سے ہوں کیوں نہ آراستہ ہم ۔۔۔ یہ تلوار رکھتی نیامِ محمد ﷺ
جو بوئے جو کاٹے ' زمیں پر حق اس کا ۔۔۔ مشقت کا لقمہ ' طعامِ محمد ﷺ
اگر صاحب تخت ' امامت کرائے ۔۔۔ تو ہوں سامنے ' صبح و شامِ محمد
شریعت کا آنکھوں میں سبزہ بچھا لو ۔۔۔ اگر دیکھنا ہے خرامِ محمد ﷺ
نوید انقلابِ نوی کی سنائے ۔۔۔ درودِ محمد ﷺ سلامِ محمد ﷺ

(یہ نظم نوید خلافت کانفرنس میں پڑھی گئی)

فرمان رسول ﷺ

وعن ابی قتادہ رضی اللّٰہ عنہ قال : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ' یقول :

((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ))

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے : "جس شخص کو پسند ہے کہ اللہ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات بخشے تو وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے"۔ (مسلم)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اسلامک فنانشل سسٹم ——— ایک اہم دستاویز

IIIE's Blueprint of Islamic Financial System (including strategy for elimination of Riba), is available at Maktaba, Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qur'an, 36-K, Model Town, Lahore.

Its main features are that it is:

- First work of its kind with a comprehensive and integrated look on riba and its elimination from the economy and society
- A reference work on the Islamic Financial System
- Self-contained argument traceable to Shari'ah principles
- Of special interest to financial experts, bankers, economists, policymakers. Islamic Jurists and all those interested in the Islamic Financial System

Printed by International Institute of Islamic Economics, International Islamic University, Islamabad. Price Rs:350/-

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.14

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

البلاغ (ای۔ میگزین) کے ایڈیٹر اور "Impact" انٹرنیشنل کے کالم نگار

جناب خالد بیگ کا مراسلہ بنام امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

Muhtaram Janab Dr. Israr Ahmad Saheb,
Assalamu alaikum wa rahmutullah,

I regularly try to read your comments through the email. Your continued emphasis on developng closer ties with Taleban is very important as are many other points you have been steadfastly raising. There is one issue that needs your attention, though.

Pakistan's current rulers have given a blank check to the UN, the World Bank, and the IMF (The new East India Company) to carry on their social engineering agenda. That agenda aims at disrupting the family structure by forcing women out of their homes.

1. The new local elections have allowed half the seats to women.
2. The obscene birth control campaign is going in full swing. The green key menace is everywhere.
3. The C.E and his cabinet has been asking for the women to participate in every walk of life. (No body asks why Pakistan with a population density of 156 people per sq km should be reducing its population while Israel with a density of 291 should be increasing it).

All this with no resistance from the religious political parties or any where.

My eyes turn to you in hopes that you can raise this issue when most others who should be putting up a fight have basically surrendered.

Wassalam,
Khalid Baig
Editor Albalagh E Journal.
Columnist IMPACT International.

محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جناب عالی! میں ای۔میل کے ذریعے آپ کے خیالات اور تبصرے باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ دوسرے تمام تبصروں کے ساتھ ساتھ آپ کی یہ مسلسل تاکید کہ طالبان حکومت کے ساتھ قریب ترین تعلقات قائم ہونے چاہئیں بہت اہم ہے۔ لیکن یہاں میں آپ کی توجہ ایک اور اہم نکتہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں نے اقوام متحدہ، ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف (نئی ایسٹ انڈیا کمپنی) کو کھلی آزادی (چھٹی) دے دی ہے کہ وہ اپنے سماجی انجینئرنگ ایجنڈے کی پاکستان میں تکمیل کر سکیں۔ اس ایجنڈے کی غرض و غایت یہ ہے کہ پاکستان کے خاندانی نظام کو منقطع کر کے خواتین کو گھروں سے باہر نکالا جائے: (جس کا ثبوت یہ ہے کہ)

(۱) نئے مقامی انتخابات میں خواتین کو ۵۰ فیصد نمائندگی دی گئی ہے۔
(۲) خاندانی منصوبہ بندی کی مہم پورے زور و شور سے چلائی جا رہی ہے اور ہر طرف "سبز چابی" دکھائی دے رہی ہے۔
(۳) چیف ایگزیکٹو اور ان کی کابینہ خواتین کو ہر شعبہ زندگی میں نمائندگی دینے کے حق میں ہے (کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ پاکستان کو اپنی آبادی کیوں کم کرنی چاہئے جو کہ ۱۵۶ افراد فی مربع کلو میٹر ہے جبکہ اسرائیل کی آبادی ۲۹۱ افراد فی مربع کلو میٹر ہونے کے باوجود اسے یہ شرح کیوں بڑھانی چاہئے)

یہ سب اس لئے ہے کیونکہ ملک میں کسی بھی سیاسی مذہبی جماعت نے بھی اس کے خلاف کوئی مزاحمت نہیں کی۔ میری نگاہیں اس امید کے ساتھ آپ کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ آپ اس نکتے کو ضرور اٹھائیں گے کیونکہ ایسے اکثر لوگ جو اس کے خلاف لڑ سکتے ہیں وہ بنیادی طور پر شکست تسلیم کر چکے ہیں۔

والسلام
خالد بیگ
ایڈیٹر البلاغ (ای میگزین)
کالم نگار "امپیکٹ" انٹرنیشنل

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.14
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

البلاغ (ای۔ میگزین) کے ایڈیٹر اور "Impact" انٹرنیشنل کے کالم نگار

جناب خالد بیگ کا مراسلہ بنام امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! میں ای۔ میل کے ذریعے آپ کے خیالات اور تبصرے باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ دوسرے تمام تبصروں کے ساتھ ساتھ آپ کی یہ مسلسل تاکید کہ طالبان حکومت کے ساتھ قریب ترین تعلقات قائم ہونے چاہئیں' بہت اہم ہے۔ لیکن یہاں میں آپ کی توجہ ایک اور اہم نکتہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں نے اقوام متحدہ' ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف (نئی ایسٹ انڈیا کمپنی) کو کھلی آزادی (چھٹی) دے دی ہے کہ وہ اپنے سماجی انجینئرنگ ایجنڈے کی پاکستان میں تکمیل کر سکیں۔ اس ایجنڈے کی غرض و غایت یہ ہے کہ پاکستان کے خاندانی نظام کو منقطع کر کے خواتین کو گھروں سے باہر نکالا جائے: (جس کا ثبوت یہ ہے کہ)

(۱) نئے مقامی انتخابات میں خواتین کو ۵۰ فیصد نمائندگی دی گئی ہے۔
(۲) خاندانی منصوبہ بندی کی مہم پورے زور و شور سے چلائی جا رہی ہے اور ہر طرف "سبز چابی" دکھائی دے رہی ہے۔
(۳) چیف ایگزیکٹو اور ان کی کابینہ خواتین کو ہر شعبہ زندگی میں نمائندگی دینے کے حق میں ہے (کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ پاکستان کو اپنی آبادی کیوں کم کرنی چاہئے۔ جو کہ ۱۵۶۔افراد فی مربع کلو میٹر ہے جبکہ اسرائیل کی آبادی ۲۹۱۔افراد فی مربع کلو میٹر ہونے کے باوجود اسے یہ شرح کیوں بڑھانی چاہئے)

یہ سب اس لئے ہے کیونکہ ملک میں کسی بھی سیاسی مذہبی جماعت یا کسی نے بھی اس کے خلاف کوئی مزاحمت نہیں کی۔ میری نگاہیں اس امید کے ساتھ آپ کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ آپ اس نکتے کو ضرور اٹھائیں گے۔ کیونکہ ایسے اکثر لوگ جو اس کے خلاف لڑ سکتے ہیں وہ بنیادی طور پر شکست تسلیم کر چکے ہیں۔

والسلام
خالد بیگ
ایڈیٹر البلاغ (ای میگزین)
کالم نگار "امپیکٹ" انٹرنیشنل

Muhtaram Janab Dr. Israr Ahmad Saheb,
Assalamu alaikum wa rahmutullah,

I regularly try to read your comments through the email. Your continued emphasis on developng closer ties with Taleban is very important as are many other points you have been steadfastly raising. There is one issue that needs your attention, though.

Pakistan's current rulers have given a blank check to the UN, the World Bank, and the IMF (The new East India Company) to carry on their social engineering agenda. That agenda aims at disrupting the family structure by forcing women out of their homes.

1. The new local elections have allowed half the seats to women.
2. The obscene birth control campaign is going in full swing. The green key menace is everywhere.
3. The C.E and his cabinet has been asking for the women to participate in every walk of life. (No body asks why Pakistan with a population density of 156 people per sq km

should be reducing its population while Israel with a density of 291 should be increasing it).

All this with no resistance from the religious political parties or any where.

My eyes turn to you in hopes that you can raise this issue when most others who should be putting up a fight have basically surrendered.

Wassalam,
Khalid Baig
Editor Albalagh E Journal.
Columnist IMPACT International.